موجودہ حالات میں مسلمان کیا کریں؟

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (سابق صدر بورڈ)

اس وقت پورا عالم اسلام خاص طور پر ہمارا ملک ہندوستان (جو صدیوں تک اسلامی اقدار، عزت و شرف اور اسلامی علوم وفنون کا مرکز رہا ہے اور جہاں ایسی زبردست اصلاحی تحریکیں، مصلحین اور علمائے ربانیین پیدا ہوئے جن کی دعوت و اثرات عالم اسلام کے دور دراز ملکوں تک پہنچے) ایک ایسے آزمائشی دور سے گذر رہا ہے جس کی نظیر گذشتہ تاریخ میں صدیوں تک نہیں ملتی۔

اس دورِ آزمائش میں مسلمانوں کا صرف ملی تشخص، دین کی دعوت وتبلیغ کے مواقع وامکانات اور ملک ومعاشرہ کو صحیح راستہ پر لگانے اور اس کائنات کے خالق و مالک کی صحیح معرفت اور عبادت اور دین صحیح کی طرف رہنمائی کی صلاحیت اور استطاعت تو بڑی چیز ہے کم سے کم اس ملک ہندوستان میں ان کی زندگی کا تسلسل، جسمانی وجود، عزت وآبرو، مساجد ومدارس، اور صدیوں کا دینی وعلمی اثاثہ اور قیمتی سرمایہ بھی خطرہ میں پڑ گیا ہے۔

وہ نہ صرف دور دراز قصبات اور دیہاتوں میں بلکہ بڑے بڑے مرکزی شہروں میں بھی جہاں وہ بڑی تعداد میں بستے ہیں، اور ممتاز صلاحیتوں، ذہنی امتیازات اور مہارتوں کے مالک ہیں، کچھ عرصہ سے خوف وہراس کی زندگی گذار رہے ہیں اور کہیں کہیں اس کا نقشہ بعینہ وہ ہو گیا ہے جس کی تصویر قرآن مجید نے اپنے بلیغ ومعجزانہ الفاظ میں اس طرح کھینچی ہے۔

"زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہوگئیں"۔ (توبہ:۱۱۸)

اس صورت حال کی اگر کوئی مثال پچھلی تاریخ میں مل سکتی ہے تو وہ ساتویں صدی ہجری (تیرہویں صدی عیسوی) میں تاتاریوں کا ترکستان، ایران وعراق پر حملہ ہے جس نے شہر کے شہر بے چراغ اور تودۂ خاک بنا دیئے تھے اور عالم اسلام کی چولیں ہل کر رہ گئی تھیں لیکن وہ ایک نیم وحشی قوم کی فوجی یلغار تھی جس کے ساتھ کوئی دعوت، تہذیب، فلسفہ، مذہبی نفرت وتعصب اور جسمانی ومعنوی نسل کشی (CULTURAL GENOCIDE) کا منصوبہ یا ارادہ نہ تھا، اور نہ ہی وہ کسی متوازی تہذیب وفلسفہ کے حامی تھے، اس وقت خوش نصیبی سے وہ اہل دل، صاحب روحانیت، دین کے مخلص اور صاحب تاثیر مبلغ وداعی موجود تھے ان کے اثر وصحبت سے پوری تاتاری قوم (جو لاکھوں کی تعداد میں تھی) اسلام کے حلقہ بگوش ہی نہیں دین حق کی محافظ وعلمبردار بن گئی اور اس نے متعدد وسیع وزبردست اسلامی سلطنتیں قائم کیں مشہور مؤرخ پروفیسر (T.W ARNOLD) اپنی کتاب دعوت اسلام (PREACHING OF ISLAM) میں لکھتا ہے:

"لیکن اسلام اپنی گذشتہ شان وشوکت کے خاکستر سے پھر اٹھا اور واعظین اسلام نے ان ہی وحشی مبلغوں کو جنھوں نے مسلمانوں پر کوئی ظلم اٹھانہ رکھا تھا، مسلمان کرلیا"۔ (T.W. ARNOLD, THE PREACHING OF ISLAM, LONDON, 1935. P.227)

آج کی صورت حال خاص طور پر جن ملکوں میں مسلمان عددی اقلیت میں ہیں اور ماضی میں وہ حکومت واقتدار کے منصب پر فائز رہ چکے ہیں، دوسرے اسلامی ممالک سے مختلف اور زیادہ نازک ہے، یہاں ان کی تاریخ (ایک علمی اور سیاسی سازش کے تحت) اس طرح مرتب اور پیش کی گئی ہے کہ وہ اکثریت میں بغض ونفرت اور انتقامی جذبہ پیدا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔

پھر بعض اوقات ان ملکوں کی سیاسی قیادتوں یا وقتی پیش آمدہ مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی ونمائندگی کرنے والی تنظیموں اور جماعتوں نے غیر معتدل جذباتیت، ناعاقبت اندیشی اور نام ونمود حاصل کرنے کے شوق میں ہنگامہ خیزی سے کام لینے کی غلطی کی، وہاں مسلمان شدید مذہبی منافرت وتعصب، تہذیبی وثقافتی محاذ آرائی (CONFRONTATION) کا شکار ہوئے، پھر نصاب تعلیم، صحافت (PRESS) اور ابلاغ عامہ (PUBLIC MEDIA) کے ذریعہ مسلمانوں کی آئندہ نسل کو اولاً تہذیبی وثقافتی ارتداد کا شکار بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور اس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

یہ حالات یقیناً صرف ایمانی ومذہبی غیرت اور پختہ دینی شعور رکھنے والوں کے لئے بلکہ حالات پر سطحی نظر رکھنے والے عام مسلمان

کے لئے بھی جو گرد و پیش کے حالات کو دیکھتا، اخبارات پڑھتا اور خبریں سنتا ہے سخت تشویش انگیز ہیں، وہ کبھی مایوسی اور بعض اوقات حالات کے سامنے سپر انداز ہو جانے پر بھی آمادہ کرتے ہیں۔

لیکن اس خدائے واحد پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لئے جس کے ہاتھ میں اس کارخانۂ عالم کی ڈور ہے اپنے دین کا محافظ، حق کا حامی، مظلوموں کی مدد کرنے والا، پامال اور خستہ حال کو اٹھانے والا اور سرکش و متکبر کو نیچا دکھانے والا اور جس کی شان ہے کہ ''الا له الخلق و الامر'' (دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے) کوئی انقلاب اور تغیر حال ناممکن نہیں، اس خدائے واحد کے بارے میں مسلمان شہادت دیتا ہے کہ:

''کہو اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو بیشک ہر چیز پر قادر ہے تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے۔'' (سورہ آل عمران: ۲۶-۲۷)

ایک ایسے موقع پر جب ایک مفتوح و مغلوب قوم کے غالب آنے اور ایک فاتح اور غالب ملک کے بارے میں مغلوب ہونے کی نہ کوئی امید تھی نہ پیشین گوئی کی جرأت کر سکتا تھا، قرآن مجید میں صاف فرمایا گیا:

''پہلے بھی اور پیچھے بھی خدا ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہو جائیں گے خدا کی مدد سے وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب اور مہربان ہے۔'' (سورہ روم: ۴)

لیکن اس تبدیلئ حال اور اس خطرہ سے بچنے کے لئے جواب مشاہدہ اور تجربہ کی شکل میں آ گیا ہے کچھ خدائی قانون، اس کے بھیجے ہوئے آخری پیغمبر انسانیت کی تعلیمات اور خود اس کا اسوۂ و سنت اور اس کے تربیت یافتہ اصحاب کاملین کا نمونہ و عمل ہے۔

پیش نظر مقالہ میں قرآن و حدیث سیرت نبوی اور اسوۂ صحابہؓ کی روشنی میں چند شرائط و ہدایات کو پیش کیا گیا ہے۔

ا۔ اس وقت دنیا کے تمام مسلمانوں اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض اور ضروری کام رجوع الی اللہ، انابت، توبہ و استغفار اور دعا و ابتہال (گریہ وزاری) ہے۔

قرآن مجید کی صریح آیت ہے:

''اے ایمان والو مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (سورہ بقرہ: ۱۵۳)

ایک دوسری آیت میں فرمایا گیا:

''بھلا کون بے قرار کی التجا کو قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون (اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے۔'' (سورہ نمل: ۶۲)

دوسری جگہ فرمایا گیا:

''اے ایمان والو! اللہ کے آگے سچی توبہ کرو، عجب کیا کہ تمہارا پروردگار (اس سے) تمہارے گناہ تم سے دور کر دے۔'' (سورہ تحریم: ۸)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ ذرا بھی کوئی پریشانی کی بات پیش آتی تو فوراً نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور دعا میں مشغول ہو جاتے۔ حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی کی بات پیش آتی تو آپ نماز شروع کر دیتے۔'' (ابوداؤد شریف)

حضرت ابوالدرداءؓ کی روایت ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تیز ہوا والی رات ہوتی تو آپؐ کی پناہ گاہ مسجد ہوتی، آپ وہاں اس وقت تک تشریف رکھتے کہ ہوا ٹھہر جاتی اگر آسمان میں سورج یا چاند کو گہن پڑتا تو نماز ہی کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رجوع ہوتا اور آپ اس وقت تک

اس میں مشغول رہتے کہ گہن ختم ہوجاتا۔'' (الطبرانی فی الکبیر)

اس بنا پر اس وقت دعاومناجات، تلاوت قرآن پاک، خاص طور پر ان آیات اور سورتوں کی تلاوت کا اہتمام کیا جانا چاہئے۔ جن میں امن وامان اور فتح ونصرت کا مضمون آیا ہے مثلاً ''الم تر کیف'' ''لایلف قریش'' آیت کریمہ ''لا إلٰہ إلا أنت سبحنک إنّی کنت من الظّٰلمین'' (تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور بیشک میں قصوروار ہوں)

۲۔ دوسری شرط اور ضروری اور فوری قدم یہ ہے کہ معصیتوں سے توبہ کی جائے گناہوں سے اجتناب اور احتراز برتا جائے حقوق کی ادائیگی ہو، اس سلسلہ میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (م ۱۰۱ھ) کے اس ایک فرمان کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے، جو انہوں نے اپنی افواج کے ایک قائد کو بھیجا۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ کے بندہ امیر المومنین عمر کا یہ ہدایت نامہ منصور بن غالب کے نام، جب کہ امیر المومنین نے ان کو اہل حرب سے اور ان اہل صلح سے جو مقابلہ میں آئیں، جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے، امیر المومنین نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ ہر حال میں تقویٰ اختیار کریں، کیونکہ اللہ کا تقوی بہترین سامان، مؤثر ترین تدبیر اور حقیقی طاقت ہے، امیر المومنین ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے دشمن سے زیادہ اللہ کی معصیت سے ڈریں، کیونکہ گناہ دشمن کی تدبیر سے بھی زیادہ انسان کے لئے خطرناک ہے، ہم اپنے دشمن سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر غالب آجاتے ہیں اگر ہم اور وہ دونوں معصیت میں برابر ہوجائیں تو وہ قوت اور تعداد میں ہم سے بڑھ کر ثابت ہوں گے، اپنے گناہوں سے زیادہ کسی کی دشمنی سے چوکنا نہ ہوں، جہاں تک ممکن ہو اپنے گناہوں سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہ کریں۔'' (سیرت عمر بن عبدالعزیز ابن عبدالحکم ترجمہ ماخوذ از تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول صفحہ ۴۵-۴۶)

۳۔ غیر مسلموں کو اسلام سے متعارف کرانے کی کوشش کریں اور ایسے کسی موقع کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں، ہمارے پاس سب سے بڑی طاقت وہ فطری، معقول، پرکشش اور دل ودماغ کو تسخیر کرنے والا دین، قرآن مجید کا اعجازی صحیفہ اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی دلکش اور دل آویز سیرت اور اسلام کی قابل فہم اور قابل عمل اور عقل سلیم کو متأثر کرنے والی تعلیمات ہیں، جو اگر کھلے دماغ اور صاف ذہن سے پڑھی جائیں تو اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں، اور انہیں دنیا کے وسیع ترین رقبہ اور متمدن اور ذہین قوموں کو اپنا عاشق اور اپنے اوپر کاربند بنالیا اور ملک کے ملک (جو اپنی صدہا سال کی تہذیبیں، فلسفے اور حکومتیں رکھتے تھے) ان کے حلقہ بگوش اور ان کے داعی ومبلغ بن گئے)

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں اس فرض کی ادائیگی میں اپنی اس ذمہ داری کے احساس وشعور میں بڑی کوتاہی کی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہاں کی اکثریت اسلام کی ان روزمرہ کی خصوصیات، نشانیوں اور اذان ونماز (جو شہروں، دیہاتوں اور محلوں میں پنج وقتہ ہوتی ہے) کے بارے میں بعض اوقات ایسے سوالات کرتے ہیں کہ بجائے ان پر ہنسی آنے کے اپنی کوتاہی پر رونا آنا چاہئے، وہ ان کے مفہوم ومطلب سے اتنے ناواقف ہیں جن کا قیاس میں آنا مشکل ہے، ان کے سلسلہ میں ایسے تجربے کثرت سے سفر کرنے والوں اور غیر مسلموں سے میل جول رکھنے والوں کو دن رات پیش آتے ہیں اس مقصد کے لئے اردو، انگریزی اور ہندی میں اسلام کے تعارف میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان سے کام لیا جاسکتا ہے۔

۴۔ ان سب کے ساتھ اس ملک میں جس میں صدہا سال سے مسلمان رہتے چلے آئے ہیں اور بظاہر ان کو اسی ملک میں رہنا ہے۔ بقائے باہم (Co-existence) انسانی اور شہری بنیادوں پر اتحاد وتعاون اور انسانی جان اور عزت وآبرو کے تحفظ اور انسان کے احترام اور اس سے محبت کی تبلیغ اور تلقین ضروری ہے، جو اس ملک کی فضا کو مستقل طور پر معتدل اور پرسکون بلکہ پرراحت اور باعزت رکھنے کی ضامن ہے، اور جس کے بغیر اس ملک کی (جس کے لئے مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا مرکز اور دیس ہونا مقدر ہوچکا ہے) ترقی اور نیک نامی الگ رہی، امن وامان اور سکون اطمینان کے ساتھ باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

۵۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں (خاص طور پر جہاں وہ اقلیت میں ہیں اور وہاں خطرات اور آزمائشوں کا امکان ہے) صلح پسندی، صبروتحمل بلکہ ایثار وفیاضی کے ساتھ، عزت وہمت، صبروثبات، شجاعت ودلیری کی صفت، راہ خدا میں مصائب برداشت کرنے اور اس پر اللہ کے

اجر وثواب کی طمع اور جنت اور لقائے رب کا شوق اور شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل کا استحضار بھی موجود و زندہ رہنا چاہئے، اس کے لئے ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اور داعیان اسلام کے کارناموں کا مطالعہ اور ان کا سننا سنانا جاری رکھنا چاہئے، جنہوں نے راہ خدا میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اور قربانیاں دیں، اور اس کو افضل اعمال اور قرب خداوندی اور حصول جنت کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا۔

کچھ عرصہ پہلے پڑھے لکھے اور دیندار گھرانوں میں ''واقدی'' کی ''فتوح الشام'' کا منظوم اردو ترجمہ ''صمصام الاسلام'' گھروں اور مجلسوں میں پڑھا جاتا تھا، اور اس کا بڑا اثر پڑتا تھا، اب بھی ''حکایات صحابہ'' از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری، شاہنامہ اسلام، از حفیظ جالندھری، راقم سطور کی کتاب ''جب ایمان کی باد بہاری چلی'' سے یہ کام لیا جاسکتا ہے، ان کے مسجدوں، مجلسوں اور گھروں میں پڑھنے کا رواج ڈالنا چاہئے۔

٦۔ بڑی ضروری اور آخری بات یہ ہے کہ اس وقت ہر گھر کے ذمہ داروں، بچوں کے والدین اور موجودہ نسل کے لوگوں کو اپنے بچوں اور اپنی آئندہ نسل کو دین کی ضروریات سے اسلامی عقائد دینی فرائض اور اسلامی اخلاق سے واقف کرانے اور بنیادی تعلیم دینے کی ذمہ داری خود قبول کرنا ہے اور ان پر لازم ہے کہ اس کو اپنا ایسا ہی انسانی و اسلامی فرض سمجھیں جیسا بچوں کی خوراک وغذا و لباس و پوشاک، صحت اور بیماری کے علاج کی ذمہ داری کو سمجھتے ہیں اور اس کا انتظام کرتے ہیں، بلکہ حقیقت میں دین کی ضرورت، عقائد کی تعلیم اور صحیح اسلامی عقیدہ کی حفاظت اور تقویت کا کام ان جسمانی و طبعی ضروریات کی تکمیل اور ان کے انتظام سے بھی زیادہ ضروری ہے، اور اس سے غفلت ان انسانی و جسمانی ضروریات کی تکمیل سے غفلت برتنے اور اس کے بارے میں سہل انگاری سے کام لینے سے زیادہ خطرناک اور برے دائمی نتائج کا سبب ہے۔

اس لئے کہ دینی تعلیم و تربیت اور صحیح اسلامی عقائد کا معاملہ ایک لا فانی و ابدی زندگی (حیات بعد الموت) کے انجام اور اچھے برے نتائج سے تعلق رکھتا ہے اللہ تعالیٰ صاف صاف ارشاد فرماتا ہے:

''اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے۔'' (سورہ تحریم: ٦)

اور صحیح حدیث میں آتا ہے ''کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ'' (صحیح بخاری، کتاب الجمعہ) تم میں سے ہر ایک، ایک حاکم، اور زبردست اور زیر فرمان لوگوں کے ذمہ دار کی حیثیت رکھتا ہے اور ہر ایک سے اس کی اپنی رعیت (زیر اثر لوگوں) کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اس لئے گھر گھر، محلہ محلہ، اور مسجد مسجد اور مدرسہ مدرسہ بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے اور ہر عاقل و بالغ مسلمان اور عیال دار آدمی کو یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔

سوشل میڈیا ڈیسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

مزید اہم موضوعات پر اکابرین بورڈ کے گراں قدر مضامین حاصل کرنے

کے لیے اپنا نام اور پتہ اس نمبر پر ارسال کریں۔ 9834397200